

سبق نمبر 6 : اور کوٹ

حلوان : سبق کا خلاصہ

مصنف کا نام : غلام عباس مخا

حلوان کی ایک شام ایک نوجوان خوش لباس بیٹے بیوٹے دیوے
روڈ سے گزر کر مال سے پیرنگ کو اس کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ
اپنے لباس سے خاص طور پر فخر کرتا تھا۔ اس کے بال بالکل
سیدھے اور خوبصورت تھے، قلمی تھے، اس نے بادی رنگ
کا اور کوٹ پہنا ہوا تھا۔ سر پر عینٹ پیٹ، ہاتھ میں سفید
گلوبند، ایک بگ کھٹائی جیب میں اور دوسرے ہاتھ میں ایک
پتھر کی جڑی پکڑی ہوئی تھی۔ اس نے عمر میں (کوٹ کھانہ لٹا۔

یہ بیٹے کی سارا تھی۔ شہری کی تیز چھٹی پہاڑ سے ہزار کی ہاتھ
کی نظر آتی تھی۔ وہ اس قدر شہری سے باوجود اطمینان سے چلا جا رہا تھا۔
کوئی شائستگی نہ تھی اور اس کے فریڈ سے بھی کوئی شائستگی نہ تھی۔ وہ مثال
دیجا۔ وہیں وہ سال روڈ کے پار لے کر گئے۔ ان کے پاس بڑا بڑا تھا اس کی
خوشی میں انہوں نے بہت کچھ کیا۔ وہ لڑکیوں کا رنگ کی لڑکی اور لڑکی کی
کمر سے ہوا پیرنگ کو اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے پیرنگ سے ہوا
پیرنگوں کو دیکھ کر وہ کی دیر میں اس کو دیکھ کر وہیں سے چلے گئے
وہ بھی چلتا ہوا تھا۔ وہ کوٹ کے رنگ سے لڑکیوں کو دیکھ رہا تھا۔

حلوان کا اپنا اور کوٹ کا بیٹا تھا مگر وہ لڑکا کمال خوب تھا
اور سادہ تھا۔ اس کا نام بھی نہیں تھی۔ حلوان نے وہاں سے کوٹ کے رنگ والے
سیر کر کے اور وہاں سے کوٹ کے رنگ والے دیکھا۔ (الغیر) کوٹ کے رنگ سے

ایک مثال پر اس غنی رسالے میں علم اذنی فریڈے نے . ہم وصال کی
 ذکاں پر ہوا . اہل کمالہ قرائین کی صحبت اور کچھ سے بعد ۵۵ فرہنگ سے بھی دلا گیا
 اس وقت باغی قدرت کی عبادت کے نام سے شہر تیار تھا . اس وقت چھٹی کو اٹھلی
 پر گنگا ماننے کی کہ شہر کی ٹکرا اس سے ہو گئی تھی . اب تک جو چھٹی کی
 یاد گوں کو دیکھ چکا تھا . اس میں سے کسی نے بھی اسے متاثر نہ کیا تھا . البتہ
 ایک چھوٹے کوہ قریب سے چھٹی پر رہا تھا . ابھی اس ۵۵ سال پر وہ یہاں
 پر کے سیکڑہ ڈیوڈ کی طرف بڑھ رہی تھی . کچھ کیراٹ ایٹھوں سے پھر لائی اسے
 پھر کئی سیدھی چلی گئی . اور اس نے اس کے پاس آگے بڑھنے . اس کی سائیکل پر
 چلی جاتی . کہ لوگوں نے اس کو ایک گاڑی میں ڈال کر ہسپتال بھاڑ دیا .
 کسی جگہ اٹھاتی ہے اس کے اوپر اس کی قوی رکھ دی تھی .

مسنالہ بیخ کو دو نرسوں نے اس کے جہاں جسم سے خون میں لپٹے
 پڑوں کو ڈالا . اس کے اوپر کوٹ کے نیچے مرفا بھنا ہوا بھینچا ہوا دکھایا
 ہوا ہے . بلکہ کہ ایک پرانی خانہ سے باہر دھوا ہوا تھا اور دھوا دھوا نہ
 تھا . بلکہ کہ یہ ہے . وہ تو برائیں تھیں . چہرہ جو تیسے قیمت کی طرف تھا
 پر ہے اور باغی بعد ڈیوڈ کی طرف صر سٹیا . جسم اصرع کی برنگی
 پہ ۵۵ سر صرہ تھا .

اس کے اوپر کٹ کی صیاب سے سیاہ لکھا ، ایک رسالہ
 نے چھ آنے یاد دعا نگریٹ . ڈاکٹری ونگر اصرع و کارڈ کی ملانہ فیر پر اور
 غلیبہ آت غفلت . اصرع میں اس حالت کے دوران اس کی چھوٹی نہیں لکھ گئی تھی .

مکالمہ نگاری

خداون: خودوشوں کے درمیان احترام استوار
کے موجد پر مکالمہ

کرار: علی، عمران

عمران: السلام علیکم اکیس لوگوں
علی: وعلیکم السلام! میں تمہیں پوچھوں
عمران: یا، اے ایمان، تمہارے میں استاد کا احترام ملتا ہے یا نہیں؟
علی: یہ تو کوئی بات ہے بلکہ وہی اچھی ہے۔
عمران: واقعی اس سے ۱۲ کیا ہو سکتا ہے وہ تو میں تیار یہ جانی ہیں جو
انہی استادوں کا احترام نہیں کرتے۔
علی: خلاصہ امتحان نے کیا جواب دیا ہے۔

شیخ طیب ہے الیٰ علیہ السلام

اس کی علت ہے وہ انسان

زان: استاد میں صرف لکھنا چاہتا ہوں لیکن سکھانا بلکہ وہ ہماری تربیت
یعنی کرتے ہیں۔ ہمیں اچھا انسان بناتے ہیں،
علی: آپ نے گفتگو کیا۔ یہ کتابیں تو صرف معلومات دیتی ہیں
اصل میں تو استاذانہ ہی اصلی کامیابی کا راستہ دیتے ہیں۔

کورس کو لفظ بھی سکھاتے ہیں

آدمی، آدمی سکھاتے ہیں

عمران: کسی رصافے میں استادزہ کا بیڑا اتر-ام لیا جاتا تھا۔ مگر اب
 ایسا کیا ہی ہو تا ہے۔ بادشاہ نے اپنے استادوں کے گھر کی طرف
 یادیں بھی نہ کرتے تھے۔
 علی: ہنس کر یہ باتیں کتابوں تک کی مدد دے دیتی ہیں۔
 عمران: حضرت علیؓ کا قہر ہے۔

"ہنس نہ کے ایک لفظ میں سلگایا اس منہ کے فریہ لیا۔"

علی: باہر کے ملکوں میں صرف شاگرد ہی نہیں بلکہ پورا معاشرہ استاد کا
 اتر-ام کرتا ہے۔
 عمران: بالکل صحیح کیا مگر یہ لہجہ عمارا اچھے برے لگتا ہے۔
 علی: اس سلسلے میں عمارے حکمرانوں کو کچھ اقتدارات اٹھانے
 چاہیے۔

عمران: عمارے استادزہ کی تختہ دیدوں کو بھی بڑھانا چاہیے۔ میں انہ ان
 پر رجم کرے۔

علی: امین! یازدہت وقت یہو گیا ہے۔ اب اجازت دے۔ ابھی ظہر کی
 خانہ کی ادائیگی کے لئے اللہ حافظ

عمران: اچھا اللہ حافظ
 دونوں دوست سلام کر کے الوداع ہو گئے ہیں